

# حاملانِ قرآن

## قاضی طیب عثمادی

از

جناب مولوی محمد عثمان عثمادی، بی ایس سی (علیگ)  
وَلَمْ يَكُنْ أَتَانِي كَلِمًا غَابَ كَوُكُوبُ  
بَدَّ الْكُوكُوبُ تَأْوِي إِلَيْهِ كَوَاكِبُهُ

آلِ عَماد کا طراز حیات یہ تھا کہ معارف نبوی میں یمکتانی اور ارتقائی روحانیت میں بے ہمتانی، دوش بدوش رہے، یہ امتیاز ہر عہد میں مجہود رہا چلا آیا اور کوئی زمانہ اس سے غالی نہیں رہا، البتہ زیر احوال کے لیے بواطن حقائق پر ظواہر شرایع کو رائج رکھتے تھے کہ اگر چہ علم و عرفان دونوں بجائے خود محکم بار شان میں تاہم عالم کو عارف پر ترجیح ہے، دیکھو اللہ تعالیٰ کو عالم کہتے ہیں مگر عارف نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کے مقابلہ میں معرفت اس کے دون مرتبہ ہے۔

علوم نبوی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنے علوم حقہ ماثور یا مستنبط ہیں حضرت طیب اُن سب کے حامل تھے اور صدیقیت میں تشیخِ کامل تھے، تعلیمات ولایت پر اپنے والد سے فائز ہوئے اور کس ظاہر و باطن کے بعد خلافت نبویہ کا خاندانی میراث حصہ میں آیا، مگر تقویم نسبت کے لیے اجازت خلافت حضرت شیخ محمد بن قطب بینا دل عینی اللہ عنہما سے حاصل فرمائی، حضرت شیخ کی جناب میں آپ درجہ خلعت رکھتے تھے،



اس سے قبل امرنوا ایک وادی غیر فی زرع تھا، آپ نے اُس کو شیخ عبدالغنی اور سید ناصر کی شرکت میں نو سو روپے میں خرید فرمایا، ان میں ایک صاحب آپ کے برادر بنی اور دوسرے کو آپ کی خواہر منسوب تھیں، بیٹا مہ اب تک موجود ہے اور اس پر حضرت شیخ محمد بن قطب رضی اللہ عنہما کی عبارت شہادت بھی انھیں کے خط شریف میں بصیرت افزا مصلحت دہرکت ہے۔

حضرت نے عظیم آباد ہی میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں، **سقی اللہ ثراہ و افاضی شایبہ** ساحتہ علی مشواہ۔

**دیوان منسوب علی مرتضیٰ** | معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو آداب فارسیت سے بھی آپ مستفید ہو چکے تھے، حکیم سید مظفر حسین صاحب (چھتہ بازار جیدر آباد) نے اُس دیوان کی شرح کا ایک نسخہ مجھے دکھایا جو امیر المومنین علی بن ابی طالب سے منسوب ہے۔ یہ نہایت پاکیزہ خط کا قلمی نسخہ ہے اور فارسی میں دیوان موصوف کی مکمل شرح کی ہے، عبارت خاتمہ ہے: **کتبہ الفقیر الی اللہ طیب بن داؤد بن قطب بن جمال الجون بوری**، اور اسی کے تحت بخط طلسم بھی یہی اعلام ثبت ہیں:-

”۱۹۲ ۵۲ ۴۹۱۴ ۲۹۱۵۲ ۵۲ ۳۱۴۳ ۳۱ ۵۶۳۳۱ ۱۲۶۲“

مجھے پہلا شبہ ہوا کہ یہ کسی دوسرے بزرگ کی تعریف ہوگی اس لیے کہ قاضی طیب نو حضرت داؤد بن قطب ابن عماد کے چشم چراغ تھے اور یہاں بجائے عماد کے جمال مرسوم ہے، لیکن بعد کہ انکشاف ہوا کہ جمال العالم حضرت شیخ عماد ہی کا خطاب تھا جو بیت خلافت کے بعد بارگاہ بینا دل سے مرحمت ہوا تھا، اس کتاب کا طغرائے امتیاز یہ ہے کہ شرح ابیات کے ساتھ یہ بھی تشریح کر دی ہے کہ اخبار عرب میں یہ بیتیں فلان و فلان شعرائے قدیم سے مروی ہیں۔

**مجلس درس قرآن** | آپ کی دو مجلسیں تھیں، ایک جس میں اس طرح فصل خصوصیات فرماتے کہ فضائل عدل سے رایاس دشمنی کو یاد دلاتے، دوسری مجلس درس تھی جس میں حقائق تنزیل کو رقائق تاویل سے بلند آوازہ کرتے

اور عکرمہ و ابن عباس کا عہد تازہ کرتے، قریہ زاد بوم پر جب آپ نے دخل پایا تو اس آیت کو تلاوت فرمایا:-

وَعَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِبُرٍّ هَلُمَّ رَبِّ  
اجْعَلْ هَذَا الْبَدَّ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ  
أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا صَنَامًا -

وہ وقت یلو کرو جب ابراہیمؑ نے کہا:- اے میرے پروردگار  
اس شہر کو محل امن بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بچا کہ  
بتوں کی پرستش نہ کریں۔

رَبِّ اَنْهَيْتَ اَصْحَابَكَ لِيَتَذَكَّرَ النَّاسُ  
فَمَنْ تَبِعَنِي فَهُوَ مِنْيْ وَ مَنْ عَصَانِي فَاِنَّكَ  
غَفُورٌ رَّحِيمٌ -

اے میرے پروردگار ان بتوں نے پیسے لگوں کو گمراہ  
کر دیا، اب جس نے میری پیروی کی وہ میری نسل میں ہے  
اور جس نے نافرمانی کی تو اے پروردگار فی الحقیقت تو ہی  
غفور رحیم ہے۔

رَبَّنَا اِنَّا اَسْكَنتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُعَادًا  
غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ -  
رَبَّنَا اَلْقِهِمُ فِي الصُّلَّةِ ، فَاَتَّبَعِلْ اَنْتَ  
مِنَ النَّاسِ قَهْوِي اَلَيْهِمْ دَارُ رَفْعِهِمْ مِنَ  
الْأَعْمَارِ اِنَّكَ لَعَلَّهُمْ كَشْكُرُونَ

اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی نسل میں سے بعض کو پیر  
عزت و حرمت کے گھر کے پاس ایک بے عت و ادبی میں ٹھہرایا ہے۔  
اے ہمارے پروردگار غرض یہ ہے کہ اقامت صلاۃ  
میں یہ لوگ مستقیم رہیں، لہذا تو کچھ لوگوں کے دلوں کو  
انکی جانب مائل کر دے، اور کچھ پھل اور پیداوار ان  
کو روزی کر، کہ شاید وہ شکر کریں۔

رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا تُخْفِي وَمَا تُعْلِنُ وَمَا  
تُخْفِي عَلَيْنَا اِنَّكَ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ لَا  
فِي السَّمَاءِ

اے ہمارے پروردگار ہم چھپاتے ہیں اور جو علانیہ  
سناٹے لاتے ہیں درحقیقت تو ان سب کو جانتا ہے  
اللہ سے کوئی چیز نہ زمین میں چھپی ہے نہ آسمان میں۔  
اللہ کے لیے ہر جگہ حد پر جسے کہ سن کی حالت میں مجھے اس نسل  
درستی بخشنے حقیقت میں برابر پروردگار ہی دعا سننے والا ہے۔

اَلَمْ يَكُنْ لِلَّهِ الْاَلَمُ وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ شَيْئًا  
وَرَبِّ اِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ -

رَبِّ اجْعَلْنِي مُتَّبِعًا لِلصَّلَاةِ وَمِنْ  
ذُرِّيَّتِي

اے میرے پروردگار مجھے اور میری نسل کے کچھ لوگوں کو  
اقامت صلاۃ پر ملتزم رکھ۔

رَبَّنَا وَكَقَبْلٍ دُعَاۥ

اسے ہماری پسند و گار یہ بھی عرض ہے کہ میری دعا کو قبول کرے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ،  
يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

اسم ہمارے پروردگار میری، میرے والدین کی، اور تمام  
ایمانداروں کی اُس دن مغفرت کر جو حساب کا دن ہوگا۔

دعائے انبیاء | طالبان حقیقت ہمیشہ فرصت کے منتظر رہتے تھے، حضرت سید گزاش کی: دعائے انبیاء

مقبول ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا کہ میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا، کیوں قبول نہ ہوئی ؟ قریش بھی تو اولاد ابراہیمؑ تھے : دعا قبول ہوتی تو یہ پوری نسل بت پرستی سے ملول ہوتی ،

یہ بھی واضح ہے کہ جاہلیت میں اصحاب فینل اور اسلام میں قرامطہ نے مکہ مبارکہ پر حملے کیے، پھر یہ دعا کہاں پوری ہوئی کہ اس شہر کو امن و امان میں رکھنا؟

فرمایا :- مفسرین نے تو بہتیری توجہیں کی ہیں، مگر قول فصیل یہ ہے کہ ہندوستان میں آکر اولاد کا مفہم بہت وسیع ہو گیا، حضرت ابراہیم ؑ کی دعا یہ تھی **وَاجْزِئْنِي وَبَنِيَّ** (مجھے اور میرے

بیٹوں کو بچانا) اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے بیٹوں کو کہ اسمعیل و اسحق تھے علیہم السلام عبادت اصنام سے بچائے رکھا،

**بلد آمن** فرمایا:۔ سَتِ اجْعَلُ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا اے میرے پروردگار اس شہر کو امن میں رکھنا، اس کی تفسیر میں یہ روایت بطریق صحیح وارد ہے :-

تعمیر کتبہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم علیہ السلام  
نے یہ دعا فرمائی تھی ۔

مراد یہ تھی کہ یہ شہر ویرانی سے محفوظ رہے۔

وہی عامرۃ للذن، لا تخرجھا الفتن، خدا کے فضل سے یہ شہر اب تک آباد ہے ظاہری  
ما ظہر منها وما بطن، باطنی کسی طرح کے فتنے اسے دیران نہ کر سکے۔

اولاد غیر صالح | فرمایا: اولاد ہونے میں اولاد ابید بھی نسبت قریب سے کچھ بہت دور نہیں، مگر ان کیلئے  
ابراہیم علیہ السلام نے خود ہی نصرت کر دی کہ جو میرے پیرو ہیں وہی میری اولاد میں شامل ہیں، مگر ان کیلئے  
اولاد کو یہ تو نہیں فرمایا کہ وہ میری نسل ہی سے نہیں، البتہ یہ ضرور فرمایا کہ ایسے لوگوں کا اللہ مالک ہے جو  
نفوذ بھی ہے اور رحیم بھی، فمن تبعنی فهو متی، ومن عصانی فانک غضوۃ رحیم۔

وادی غیر ذی زرع میں | عرض کی: اس میں کیا مصلحت تھی کہ حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بیٹے کو  
سکونت کی مصلحت | ایک دشت بے آب و گیاہ میں چھوڑ گئے؟

فرمایا: محنت نہ بھی یہی اعتراف کرتے ہیں، قاضی جیائی کا قول ہے :-

اکثر الامور المذکورۃ فی ہذا الحکایۃ | اس کہانی کی اکثر باتیں حقیقت سے دور ہیں حضرت  
بعیدۃ لا تہ الا یجوز لا براہیم علیہ | ابراہیم علیہ السلام کے لیے یہ جائز نہ تھا کہ وہ اپنے  
السبب ان ینقل ولداً الی حیث لا | فرزند کو ایسی جگہ منتقل کرتے جہاں رکھنے کی  
طعام ولا ماء مع انہ کان یکنہ ان | چیزیں تھیں نہ پانی تھا، ہر سکتا تھا کہ بیٹے  
ینقلہما الی ابلۃ اخرى۔ | اور یہی دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کر دیتے۔

اس کا جواب ضروری نہیں، اس باب میں جیسا اعتراض حضرت ابراہیم علیہ السلام پر  
ہر کتاب اللہ تعالیٰ شائد پر بھی ایسا ہی ایراد وارد ہو گا کہ خروج مصر کے بعد بھی بنی اسرائیل کو ساہا  
سال ایک دشت بے آب و گیاہ میں کیوں سرگرداں رکھا؟  
اگر یہ کہیے کہ وہاں تو من و سلویٰ کا نزول تھا، تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہاں بھی تو ذوق ثمرات  
و میلان قلوب کی نعمت عظمیٰ عطا ہوئی تھی۔

اصل یہ ہے کہ خلافت الہی کے لیے مومنین ایسے ہی مقامات میں نزائیت پاتے اور طیار کیے جاتے ہیں، وہاں بھی یہی ہوا اور یہاں بھی یہی ہوتا رہے گا۔

### در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

فرمایا:۔ ابراہیم علیہ السلام کی تمنا تو یہ ہے کہ ان کی اولاد کو صلاح و فلاح نصیب ہو، مگر اسکے لیے دعا نہیں کرتے، اللہ کی شکر کرتے ہیں، کہ دل کی آرزو اللہ پر خود روشن ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کبھی نہیں یہ آرزو  
تھی کہ اللہ سے دعا کریں میرے مرنے کے بعد میری بیوی  
بیٹے اور ان کی اولاد کا اللہ دعا کرے، لیکن انھوں نے  
علامہ ابراہیم علیہ السلام کی، بلکہ اللہ کی حمد و ثناء کی، اس سے یہ  
مطابہ نکلتا ہے کہ جہاں دعا کی ضرورت ہو وہاں تمنا  
الہی میں مشغولیت کا سے بھی بڑھ کر ہے۔

شکر تو اقبل ولادت! عرض کی:۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب اسمعیل و ہاجرہ علیہما السلام کو وادی غیر ذی زرع  
میں چھوڑا ہے تو اس وقت تک حضرت کے دوسرے فرزند اسحاق علیہ السلام کی ولادت نہیں ہوئی تھی، پھر حضرت کا  
یہ فرمایا کہ اللہ کو حمد ہے جس نے کہ سن میں مجھے دو بیٹے، اسمعیل و اسحق عطا کئے، کیا سخی رکھتا ہے؟  
فرمایا:۔ آیت میں کہیں مذکور نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ اس وقت فرمایا جب اسمعیل و ہاجرہ علیہما السلام  
کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ چلے گئے۔

ان ابراہیم علیہ السلام انھا ذکرھذا  
الکلام فی زمان آخر، لا عقب جاتقدم  
من الرشاء  
یہ اس وقت کی بات نہیں ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے  
میری بچہ کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑا تھا اور ان کے  
یہ دعا کی تھی، یہ دوسرے وقت کی دعا ہے۔